Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

The Tafsīr Methodology of ʿAbdullāh ibn ʿAbbās (RA): An Analytical Study in the Light of Ḥadīth Literature

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا تفسیری منہج: کتبِ حدیث کی روشنی میں تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

Authors Details

1. **Abdul Baqi** *(Corresponding Author)*
   PhD Scholar, Department of Islamic and Religious Studies, Hazara University, Mansehra, Pakistan. **abdulbaqi@hu.edu.pk**
2. **Naima**
   Lecturer, Government Girls Degree College No. 2, Mansehra, Pakistan.
3. **Warda**
   Theology Teacher, Elementary & Secondary Education Department, Khyber Pakhtunkhwa, Pakistan.

Citation

Baqi, Abdul, Naima, and Warda." The Tafsīr Methodology of ʿAbdullāh ibn ʿAbbās (RA): An Analytical Study in the Light of Ḥadīth Literature." *Al-Marjān Research Journal*, 2, no.3, Oct-Dec (2024): 555– 570.

Submission Timeline

Received: Oct 03, 2024
Revised: Oct 22, 2024
Accepted: Nov 11, 2024
Published Online: Nov 27, 2024

Article QR

Publication, Copyright & Licensing

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.

All Rights Reserved © 2023.
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

The Tafsīr Methodology of ʿAbdullāh ibn ʿAbbās (RA): An Analytical Study in the Light of Ḥadīth Literature

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا تفسیری منہج: کتبِ حدیث کی روشنی میں تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

☆عبدالباقی ☆ناعمہ ☆ وردہ

Abstract

ʿAbdullāh ibn ʿAbbās (RA), famously known as Tarjumān al-Qur'ān, holds a central position among the early exegetes of Islam. This research explores his distinctive methodology of Qur'anic interpretation as documented in the canonical Hadith collections and other early Islamic sources. Ibn ʿAbbās's interpretative approach was deeply rooted in the direct teachings of the Prophet Muhammad (PBUH), who personally prayed for him to be granted deep understanding of the Qur'an. This study draws from major Hadith works such as Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Ṣaḥīḥ Muslim, Musnad Aḥmad, Muṣannaf Ibn Abī Shaybah, and Muṣannaf ʿAbd al-Razzāq, to critically examine his exegetical contributions. The article investigates key features of his tafsīr methodology, including his emphasis on Asbāb al-Nuzūl (contexts of revelation), linguistic analysis, verse interrelation, and use of Prophetic traditions. It also evaluates his cautious approach towards Isrāʾīliyyāt, applying specific criteria for their acceptance or rejection. Furthermore, it highlights how his interpretive legacy laid the foundation for subsequent Qur'anic scholarship. This analytical study not only reinforces the significance of Ibn ʿAbbās's role in shaping early tafsīr literature but also illustrates how the Hadith corpus served as a critical resource for Qur'anic interpretation. It provides valuable insights for modern Qur'anic scholarship by showcasing the balance he maintained between textual fidelity, contextual relevance, and Prophetic tradition.

Keywords: Ibn ʿAbbās, Tafsīr, Hadith, Qur'anic Interpretation, Asbāb al-Nuzūl.

تعارف موضوع

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا شمار صحابہ کرامؓ کے ان جلیل القدر افراد میں ہوتا ہے جنہوں نے قرآن کریم کی تفسیر میں نمایاں مقام حاصل کیا۔ نبی کریم ﷺ کی دعا، "اللّٰهُمَّ فقِّههُ في الدِّين وعلِّمهُ التَّأويل"، نے آپ کو علمِ قرآن میں رسوخ عطا کیا، یہاں تک کہ آپؓ کو "ترجمان القرآن" کا لقب دیا گیا۔ آپؓ نے نہ صرف لغوی اور نحوی پہلوؤں سے قرآن کی تشریح کی بلکہ سیاق و سباق، اسبابِ نزول اور احادیث نبویہ کی روشنی میں بھی اس کی توضیح فرمائی۔ یہ تحقیقی مقالہ آپؓ کے تفسیری منہج کا مطالعہ کتبِ حدیث کی روشنی میں کرتا ہے، خاص طور پر صحاح ستہ، مسانید، اور مصنفات جیسے بنیادی مصادر سے۔ اس مطالعے میں یہ جاننے کی کوشش کی گئی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے کن اصولوں کی بنیاد پر

☆ پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اسلامیات و مذہبیات، ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ، پاکستان۔

☆ لیکچرر، گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج نمبر ۲، مانسہرہ، پاکستان۔

☆ دینیات ٹیچر، محکمہ ابتدائی و ثانوی تعلیم، خیبر پختونخوا، پاکستان۔

قرآنی آیات کی تشریح کی، اسرائیلیات کے بارے میں ان کا مؤقف کیا تھا، اور آپؓ کی تفسیری آراء نے کس طرح بعد کے مفسرین کو رہنمائی فراہم کی۔ یہ مقدمہ آپؓ کی تفسیر سے متعلق بنیادی تصورات کو اجاگر کرتے ہوئے ان کی علمی گہرائی اور فکری بصیرت کو واضح کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا مقام

صحابہ کرامؓ میں سے جب بھی مفسرین کے نام گنوائے جائیں تو آپؓ کا نام نمایاں ہوتا ہے۔ صحابہ کرامؓ میں سے دس تفسیر کے حوالہ سے مشہور ہوئے ہیں۔ چاروں خلفاء، حضرت ابن مسعودؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت ابو موسی اشعریؓ، اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام میں مفسرین صحابہؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے نام کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ تفسیری روایات ان دس میں سے بھی سب سے زیادہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ ہی سے منقول ہیں۔ اسی وجہ سے آپؓ کو ترجمان القرآن اور مفسر قرآن کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔

نوٹ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی تفسیری روایات کا اس آرٹیکل میں احاطہ ممکن نہیں لہذا مباحث میں صرف نمونہ کے طور پر مصادر حدیث سے چند روایات کو پیش کیا جارہا ہے۔

مبحث اول: حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی تفسیری روایت میں آیاتِ قرآنیہ کے شانِ نزول کا مطالعہ - جہاد، قراءت، اور صفاتِ نبویؐ کے تناظر میں

1. حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا آیات کا شان نزول بیان کرنا:

قرآن کریم کی آیات اور سورتوں کا درست اور حقیقی مطلب تب ہی سمجھ آسکتا ہے جب ان کا شان نزول معلوم ہو جائے۔ اور اگر شان نزول معلوم نہ ہو تو تفسیر قرآن کا مفہوم نامکمل رہتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ آیات کا مفہوم بتانے میں اس کا شان نزول بیان کرتے تھے جس سے اس کی مکمل وضاحت ہو جاتی تھی۔ اور اس آیت کے نزول کے وقت کے واقعات سے آیت کے مفہوم آسانی سے دوسروں کی سمجھ میں بھی آجاتا تھا۔

2. جہاد کی اجازت کی پہلی آیت کا شان نزول

جہاد کی اجازت کی پہلی آیت کا شان نزول حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بیان کیا ہے۔ کہ نبی ﷺ کی ہجرت مدینہ کے بعد یہ حکم نازل ہوا۔ اور مسلمانوں کو جہاد کی اجازت دے دی گئی۔

> عَن سَعِيدِ بنِ جُبيرٍ عَن ابنِ عباسٍ قالَ لَمَّا أُخرِجَ النَّبِيُّ ﷺ مِن مَكَّةَ قالَ أَبو بَكرٍ أَخرَجُوا نَبِيَّهُم إنَّا لِلَّهِ وَإنَّا إلَيهِ راجِعُونَ لَيَهلِكُنَّ فَنَزَلَت أُذِنَ لِلَّذِينَيُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُ ظُلِمُوا وَإنَّ اللهَ عَلَى نَصرِهِم لَقَدِيرٌ قالَ فَعرُفَ أَنَّهُ سَيَكُونُ قِتَالٌ قالَ ابنُ عباسٍ بِيَ أَوَّلُ آيَةٍ نَزَلَت فِي القِتَالِ[1]
>
> ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ کو مکہ سے نکالا گیا۔ تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے کہا ان لوگوں نے اپنے نبی کو نکال دیا اور اناللہ پڑھنے لگے اور کہا کہ یہ اب ضرور ہلاک ہوں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُ ظُلِمُوا وَإنَّ اللهَ عَلَى نَصرِهِم لَقَدِيرٌ [2] ترجمہ: جن لوگوں سے قتال کیا گیا انہیں اب اجازت دی جاتی ہے (کہ اب وہ تلوار اٹھالیں) کیوں کہ ان پر ظلم کیا گیا۔ اور بے شک اللہ تعالی ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔ اسی وقت وہ سمجھ گئے کہ اب قتال ہو کر رہے گا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جہاد کی اجازت کے سلسلہ میں یہ سب سے پہلی آیت ہے۔

اس روایت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس آیت کا نزول نبی ﷺ کی ہجرت کی وجہ اور اس موقع پر ہوا ہے۔ اور کفار کے مظالم کے جواب میں اب تلوار اٹھانے کی اجازت بھی مل گئی۔ اور یہ آیت جہاد کے بارے میں پہلی آیت ہے۔

[1] Aḥmad, Abū ʻAbdullāh ibn Ḥanbal (d. 241 AH), *Al-Musnad* (Beirut: Dār al-Kutub, ca. 2000), 1: 216.
[2] Al-Ḥajj, 22:39.

3. نماز کے اندر قرأت کرنے کے انداز کی آیت کا شان نزول:

اسی طرح نماز کے اندر کس انداز سے تلاوت کی جائے گی؟ اس آیت کا شان نزول بھی حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے روایت میں بیان کیا ہے۔ اور آیت کے نزول کے وقت کے تمام حالات بیان کیے ہیں۔

عَن ابنِ عباسٍ فِي قَولِهِ عَزَّوَجَلَّ وَلَا تَجهَر بِصَلوٰتِکَ وَلَاتُخَافِت بِہَا قَالَ نَزَلَت وَرَسُولُ اللهِﷺ مُتَوَارٍ بِمَكَّةَ فَكَانَ اِذَا صَلَّى بِأَصحَابِهِ رَفَعَ صَوتَهُ بِالقُرآنِ فَإِذَا سَمِعَ ذَلِکَ المُشرِكُونَ سَبُّو القُرآنَ وَمَن اَنزَلَهُ وَمَن جَاءَ بِهِ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى لِنَبِيِّهِﷺ وَلَا تَجهَر بِصَلوٰتِکَ فَيَسمَعُ المُشرِكُونَ قِراءَ تَکَ وَلَ تُخَافِت بِہَا عَن اَصحَابِکَ اَسمِعهُم القُرآنَ وَلَا تَجهَر ذَلِکَ الجَهرَ وَابتَغِ بَينَذَلِکَ سَبِيلَايَقولُ بَينَ الجَهرِ وَالمُخَافَتةِ[3]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے اللہ تعالی کے قول وَلَا تَجهَر بِصَلوٰتِکَ وَلَاتُخَافِت بِہَا [4] اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ مکہ میں چھپ کر اپنے صحابہ کرامؓ کو نماز پڑھاتے تھے۔ اور آپ ﷺ بلند آواز سے قرأت کرتے تھے۔ جب مشرکین قرآن کریم سنتے تو تو وہ قرآن اور اس کے نازل کرنے والے اور اس کے لانے والے کو برا بھلا کہتے۔ تو اللہ تعالی نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا اس قدر بلند آواز سے نہ پڑھیں کہ مشرکین آپ کی تلاوت سن لیں۔ اور نہ اتنا آہستہ پڑھیں کہ آپ ﷺ کے اصحابؓ بھی نہ سن سکیں۔ بلکہ ان دونوں کے درمیان راستہ نکالیں۔ جہر اور پوشیدہ کے درمیان۔

اس روایت میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے نماز میں قرأت کرنے والی آیت کا شان نزول بیان کیا ہے۔ کہ اللہ تعالی نے مشرکین کی طرف سے دی جانے والی تکلیف کی وجہ سے یہ حکم نازل کیا کے۔ کہ درمیان آواز سے قرأت کی جائے۔

4. حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا نبی خیانت نہیں کرتا آیت کا شان نزول بیان کرنا

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے سورۃ ال عمران کی وہ آیت جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ نبی خیانت نہیں کرتا۔ اس کے شان نزول کو بیان کیا ہے کہ یہ بدر کے موقع پر نازل ہوئی۔ اور ساتھ مکمل تفصیل بھی بیان کیا ہے۔

حدَّثَنا مِقسَمٌ قَالَ قَالَ ابنُ عباسٍ نَزَلَت ہَذِهِ الآيَةُ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَغُلَّ فِي قَطِيفَةٍ حَمرَاءَ افتُقِدَت يَومَ بَدرٍ فَقَالَ بَعضُ النَّاسِ لَعَلَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اَخَذَہَا فَاَنزَلَ اللهُ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَغُلّ اِلَى آخِرِ الآيَة[5]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایاہے کہ یہ آیت وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَغُلّ[6] نازل ہوئی ہے غزوہ بدر کے دن ایک سرخ چادر کھوگئی تھی اس بارے میں۔ بعض لوگوں (منافقوں) نے کہا کہ شاید نبی ﷺ نے لے لی ہو۔ تو اللہ تعالی نے یہ آیت وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَغُلّ [7] نازل فرمائی۔

اس سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ اس آیت کا نزول غزوہ بدر کے موقع پر ایک چادر کے کھو جانے اور منافقوں کا نبی ﷺ کے بارے میں ناروا بات کرنے کے وقت ہوا۔ اور اللہ تعالی نے ان کی اس بات کی تکذیب کر دی اور فرمایا کہ نبی ﷺ ایسے کام نہیں کرتے۔ یہ ممکن ہی نہیں۔

مبحث دوم: حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا ناسخ منسوخ کا بیان کرنا

قرآن کریم کی بعض آیات سے دو مختلف حکم سامنے آتے ہیں۔ اور ان آیات کو پڑھنے والا جو اس کے معانی کو سمجھتا ہے تو وہ کچھ غور و فکر پر مجبور ہو جاتا ہے۔ تو اس کا حل ناسخ منسوخ سے حل ہو سکتا ہے۔

[3]Al-Qushayrī, Abū al-Ḥusaīn, Muslim ibn Ḥajjāj ibn Muslim (d. 261 AH), *Al-Ṣaḥīḥ al-Muslim* (Beirut: Dār al-Kutub, ca. 2000), 1: 183.
[4]Banī Isrā'īl, 17:110.
[5]Al-Tirmidhī, Abū 'Īsā Muḥammad ibn 'Īsā (d. 279 AH), *Jāmi' al-Tirmidhī* (Beirut: Dār al-Kutub, ca. 2000), 2: 130.
[6]Āl 'Imrān, 3:161.
[7]Āl 'Imrān, 3:161.

حضرت عبداللہ بن عباسؓ قرآن کریم کی تفسیر میں اس بحث کو بڑی اہمیت دیتے تھے۔ کہ تفسیر بیان کرنے والے کو ناسخ منسوخ کا مکمل علم ہونا چاہیے۔ اور جو اس سے نابلد ہے تو تفسیر کے میدان میں وہ نابینا شمار ہو گا۔ لہذا بغیر ناسخ منسوخ کے تفسیر کرنے والا خود بھی گمراہ ہو گا اور دوسروں کو بھی گمراہ کرے گا۔

1. والدین کے لیے وصیت کرنے کی آیت کا نسخ

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے والدین کے لیے اب وصیت لازمی رہی ہے یا نہیں کے بارے میں وضاحت فرمائی ہے۔

عَن مُحَمد بنِ سيرين عَن ابنِ عباسٍ اَنَّهُ قَامَ فَخطبَ الناسَ ہَا ہُنَا يَعنِي بِالبَصرَةَ فَقرَأَ عَلَيہِم سُورَةَ البَقرَةِ وَبَيَّنَ مَا فِيہَا فَاتَى عَلَى ہَذِہِ الآيَة اِنْ تَرَكَ خَيرَ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ قَالَ نُسِخَت ہَذِہِ ثُمَّ ذكرَ مَا بَعدَہُ[8]

ترجمہ: حضرت محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کھڑے ہو کر بصری میں خطبہ دے رہے تھے۔ اور سورۃ بقرہ کو پڑھ رہے تھے اور اس سورۃ میں جو مسائل ہیں ان کو بیان کر رہے تھے۔ جب اس آیت کریمہ پر پہنچے اِنْ تَرَكَ خَيرَ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ[9] ترجمہ: تو آپؓ نے فرمایا کہ یہ منسوخ ہو چکی ہی ہے۔ پھر اس کے بعد آگے بیان شروع کر دیا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؓ ناسخ منسوخ کی بات عام خطبوں میں بھی صراحت کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ جیسے اس آیت کریمہ کے نسخ کا ذکر کیا ہے۔

مبحث سوم: حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا آیات قرآنی پر نبی ﷺ کا عمل بیان کرنا

قرآن کریم کا مطلب اور حکم وہ ہی قابل قبول اور قابل عمل ہے جو نبی ﷺ نے لیا ہے اور نبی ﷺ نے وہ کر کے بتایا ہے۔ تفسیر قرآن بیان کرتے ہوئے یہ بات بھی مفسر کے لیے بیان کرنا ضروری ہوتی ہے کہ وہ آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے بتائے کہ نبی ﷺ نے اس آیت کے نزول کے بعد کیا کہا یا کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ تفسیر بیان کرتے ہوئے نبی ﷺ کا طرز عمل ضرور بیان کرتے تھے۔ تاکہ سامعین کو آیت کے متعلق نبی ﷺ کے اولین عمل کا علم ہو جائے۔ اور وہ اس سے مکمل طور پر واقف ہو جائیں۔

1. تمام اعمال کے محاسبہ کی آیت کے بعد نبی ﷺ کا عمل

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے تمام اعمال کے مؤاخذہ کی آیت کے نزول کے بعد اس پر نبی ﷺ نے کون سا عمل کیا ہے؟ اس کو بیان کیا ہے۔

عَن ابنِ عباسٍ قَالَ لَمَّا نَزلَت ہَذِہِ الآيَةُ وَاِنْ تُبدُوْامَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللهِ قَالَ دَخلَ قُلوبَہُم مِن شَيءٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ قُولُوا سَمِعنَا وَاَطَعنَا وَسَلَّمنَا قَالَ فَأَلقَى اللهُ الايمَانَ فِي قُلُوبِہِم فَأَنزَلَ اللهُ تَعَالَى لَا يُكَلِّفُ اللهُ نَفسًا اِلَّا وُسعَہَا لَہَا مَاكَسَبَت وَعَلَيہَا مَا اكتَسَبَت رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذنَا اِن نَّسِينَا اَو اَخطأنَا قَالَ قَد فَعَلتُ رَبَّنَا وَلاتَحمِل عَلَينَا اِصرًا كَمَا حَمَلتَهُ عَلَى الَّذِ ينَ مِن قَبلِنَا قَالَ قَد فَعَلتُ وَاغفِرلَنَا وَارحَمنَا اَنتَ مَولٰنَا قَالَ قَد فَعَلتُ[10]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی وَاِنْ تُبدُوْامَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللهِ[11] تو لوگوں کے دلوں میں وہ بات داخل ہو گئی تھی (یعنی بہت ڈر پیدا ہو گیا۔) تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم سب کہو ہم نے سنا اور مان لیا اور اطاعت کی پھر اللہ تعالی نے ایمان ان کے دلوں میں ڈال دیا اور اس آیت کو اتارا لَا يُكَلِّفُ اللهُ نَفسًا اِلَّا وُسعَہَا لَہَا مَاكَسَبَت وَعَلَيہَا مَا اكتَسَبَت رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذنَا اِن نَّسِينَا اَو اَخطأنَا[12]

ترجمہ: اللہ تعالی کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف میں نہیں ڈالتا اس نفس کے لیے وہ ہے جو اس نے کمایا۔ اور اس کے خلاف بھی وہی کچھ ہو گا جو اس نے کمایا۔ اے ہمارے رب ہماری بھول چوک میں ہم سے مؤاخذہ نہ کرنا تو اللہ تعالی نے فرمایا میں ایسا ہی کروں گا۔ اے ہمارے رب

---

[8] Al-Naisābūrī, Abū ʻAbdullāh, Muḥammad ibn ʻAbdullāh al-Ḥākim, **Al-Mustadrak ʻalā al-Ṣaḥīḥayn**, 2: 300.
[9] Al-Baqara, 2:180.
[10] Muslim ibn Ḥajjāj ibn Muslim, **Al-Ṣaḥīḥ al-Muslim**, 1: 78.
[11] Al-Baqara, 2:180.
[12] Al-Baqara, 2:286.

ہم پر ایسا بوجھ نہ رکھنا جیسا کہ ہم سے پہلے والوں پر رکھا تھا تو اللہ تعالی نے فرمایا میں ایسا ہی کروں گا اور ہمیں معاف کر دے۔ ہمیں بخش دے۔ ہم پر رحم کر تو ہی ہمارا مالک ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا میں نے ایسا ہی کیا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی آیت کے اترنے پر نبی ﷺ نے کیا عمل کی اور صحابہ کرامؓ کو کیا عمل کرنے کا کہا۔ یعنی حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے اس آیت کریمہ پر نبی ﷺ کے کیے گئے عمل کا بیان کیا ہے۔ کہ صحابہ کرامؓ کسی مشکل کی طرف توجہ نہ کرو بلکہ یہ کہو ہم نے سنا اور مان لی اور اطاعت کی۔ اور پھر صحابہ کرامؓ نے ایسا ہی کیا۔

مبحث سوم: حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کا منفرد، جامع تفسیر بیان کرنا

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی تفسیر کی ایک اہم خصوصیت یہ تھی کہ آپؓ آیات کی ایسی تفسیر بیان کرتے تھے کہ جو عام افراد کی رسائی سے باہر ہوتی تھی۔ اور وہ تفسیر حقیقی ہوتی تھی اور دلائل سے مزین ہوتی تھی۔

1. حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کا سورۃ نصر کی منفرد تفسیر بیان کرنا

سورۃ نصر کی تفسیر میں حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے وہ بات صحابہ کرامؓ کی موجودگی بیان کی جو کہ صحابہ کرامؓ کے ذہن میں موجود نہیں تھی۔

عَن ابنِ عباسٍ قَالَ كَانَ عُمرُ يُدخِلُنِى مَعَ اَشياخِ بَدرٍ فَقَالَ بَعضُهُم لِمَ تُدخِلُ ہٰذا الفَتى مَعَنَا وَلَنَا اَبناءُ مِثلُهُ فَقَالَ اِنَّهُ مِمَّن قَد عَلِمتُم قَالَ فَدَعَاہُم ذَاتَ يومٍ وَدَعَانِى مَعَہُم قَالَ وَمَا رُءِيتُهُ دَعَانِييَومَءِذٍ اِلَّا لِيُرِيَہُم مِنِّى فَقَالَ مَا تَقُولُونَ فِى اِذَا جَاءَ نَصرُ اللّٰهِ وَالفَتحُ وَرَأيتُ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِى دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا حَتَى خَتمَ السُّورَةَ فَقَالَ بَعضُہُم اُمِرنَا اَن نَحمُدَ اللّٰهَ وَنَستَغفِرَهُ اِذَا نُصِرنَا وَفُتِحَ عَلَينَا وَقَالَ بَعضُہُم لَا نَدرِى اَو لَم يَقُل بَعضُہُم شَیءًا فَقَالَ لِيَا ابنَ عباسٍ اَكَذٰلِكَ تَقُولُ قُلتُ لَا قَالَ فَمَا تَقُولُ قُلتُ ہُوَ اَجلُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ اَعلَمَهُ اللّٰهُ لَهُ اِذَا جَاءَ نَصرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ فَتحُ مَكةَ فَذَاكَ عَلَامَةُ اَجلِكَ فَسَبِّح بِحَمدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا قَالَ عُمَرُ مَا اَعلَمُ مِنہَا اِلَّا مَا تَعلَمُ [13]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے بیان کیا ہے حضرت عمرؓ مجھے اپنی مجلس میں اس وقت بھی بلا لیتے جب وہاں بدر کی جنگ میں شریک ہونے والے بزرگ صحابہؓ بیٹھے ہوتے۔ اس پر بعض حضرات کہنے لگے اس جوان کو آپ ہماری مجلس میں کیوں بلاتے ہیں۔ اس کے ہم عمر تو ہمارے بچے بھی ہیں۔ اس پر حضرت عمرؓ نے کہا وہ تو ان لوگوں میں سے ہیں جن کا علم و فضل تم جانتے ہو۔ انہوں نے بیان کیا پھر ان بزرگ صحابہ کرامؓ کو ایک دن حضرت عمرؓ نے بلایا اور مجھے بھی بلایا۔ میں سمجھتا تھا کہ مجھے اس دن آپ نے اس لیے بلایا تھا کہ آپ میرا علم بتا سکیں۔ پھر آپؓ نے دریافت کیا اِذَا جَاءَ نَصرُ اللّٰهِ وَالفَتحُ وَرَأيتُ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِى دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا[14] سے آخر سورت تک۔ کہ متعلق تم لوگوں کا کیا خیال ہے؟ کسی نے کہا کہ ہمیں اس آیت میں حکم دیا گیا ہے کہ ہم اللہ تعالی کی حمد بیان کریں۔ اور اس سے استغفار کریں کہ اس نے ہماری مدد کی۔ اور ہمیں فتح عنایت کی۔

بعض نے کہا کہ ہمیں اس کے متعلق کچھ بھی معلوم نہیں ہے۔ اور بعض نے کوئی جواب بھی نہیں دیا۔ پھر انہوں نے مجھ سے دریافت کیا ابن عباسؓ! تمہارا بھی یہی خیال ہے؟ میں نے جواب دیا نہیں۔ انہوں نے پوچھا پھر آپ کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا اس میں رسول اللہ ﷺ کی وفات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ جب اللہ تعالی کی مدد اور فتح حاصل ہو گئی۔ یعنی فتح مکہ تو آپ ﷺ کی وفات کی نشانی ہے۔ اس لیے آپ اپنے رب کی حمد اور تسبیح اور اس کی مغفرت طلب کریں کہ وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جو کچھ تم نے کہا ہے میں بھی وہ ہی سمجھا ہوں۔

---

[13]Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, *Al-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 2: 615.
[14]Al-Naṣr, 110:1–2.

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی تفسیر اکثر طور پر عام تفسیروں سے منفرد ہوتی تھی۔یعنی دوسری تفسریں عمومی طرز کی ہوتی تھیں مگر آپؓ کی تفسیر محققانہ اور دقیق النظر ہوتی تھی کہ عام طور پر اس طرف دھیان ہی نہیں جاتا تھا۔مگر آپؓ کی تفسیری فراست اس کو بھانپ لیتی تھی۔اور آپؓ پھر تفسیر میں اسی بات کو بیان کرتے تھے۔دوسروں کی بات پر ہی اکتفاء نہیں فرماتے تھے۔

2. حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کا جامع تفسیر بیان کرنا

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ قرآن کریم کی تفسیر ایسے جامع بیان کیا کرتے تھے کہ عام تفاسیر اس میں سمٹ آتی تھیں۔آپؓ کی تفسیر سے کوئی متعلقہ اہم بات باہر نہیں ہوتی تھی۔جیسے کوثر جو نبی ﷺ کے لیے اللہ تعالی کی طرف سے خاص تحفہ ہے۔اس سے کیا مراد ہے؟ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ اس کے بارے میں ایسی جامع تفسیر بیان کیا کرتے تھے۔کہ عمومی تفسیریں آپؓ کی تفسیر کا جزو محسوس ہوتی تھیں۔

اخبَرَنَا اَبُو بِشرٍ وعطَاءُ بنُ السَّاءِبِ عَن سَعيد بنِ جُبَيرٍ عَن ابنِ عباسٍ قَالَ الكَوثَرُ الخَيرُ الكَثِيرُ الَّذِى اَعطَاهُ اللّٰهُ اِيَّاهُ قَالَ ابُو بِشرٍقُلتُ لِسَعِيدٍ اِنَّ اُنَاسَا يَزعُمُونَ اَنَّهُ نَهَرُ فِي الجَنَّةِ فَقَالَ سَعِيدُالنَّهرُ الَّذِ ى فِي الجَنَّةِ مِنَ الخَيرِ الَّذِى اَعطَاهُ اللّٰهُ اِيَّاهُ[15]

ترجمہ: حضرت ابو بشر اور عطاء بن سائب حضرت سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے کوثر سے مراد بہت زیادہ بھلائی (خیر کثیر) بیان کی ہے۔جو اللہ تعالی نے نبی ﷺ کو دی ہے۔ابو بشر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید سے کہا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ کوثر جنت میں ایک نہر ہے۔تو انہوں نے کہا کہ جو نہر جنت میں ہے وہ بھی اس خیر (بھلائی) کا ایک حصہ ہے جو اللہ تعالی نے نبی ﷺ کو عطاء فرمائی ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؓ نے کوثر کو فقط نہر، حوض تک بند نہیں کیا۔بلکہ خیر کثیر سے تفسیر بیان کی کہ اس میں وہ نہر، حوض خود بخود داخل ہیں اور اس کے علاوہ بھی اور بھی اشیاء اس کے ضمن میں آسکتی ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی تفسیری پہلو میں جامعیت کا عنصر غالب ہوتا تھا۔آپؓ مختلف روایتوں اور پہلوؤں کو مد نظر رکھ کر جامع تفسیر بیان کرنے کو پسند کرتے تھے۔کہ کوئی پہلو رہ نہ جائے۔

مبحث چہارم: حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کا آیات سے اخذ شدہ مسائل بیان کرنا

مسائل کو اخذ کرنے میں قرآن کریم بنیادی حیثیت کا حامل ہے۔قرآن کریم سے مسائل کا استنباط کرنا تفقہ فی الدین کی بڑی دلیل ہے۔اور قرآن کریم سے اخذ شدہ مسئلہ دیگر مسائل سے دلیل کے لحاظ سے قوی تر ہے۔اور حکم کے لحاظ سے بھی زیادہ مؤکد ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ تفسیر قرآن بیان کرتے ہوئے آیات سے اخذ شدہ مسائل بھی ساتھ ساتھ بیان کرتے تھے۔اسی طرح مسائل بیان کرنے کے بعد قرآن کریم کی جس آیت سے آپ نے وہ مسئلہ اخذ کیا ہے سے وہ آیت بھی پیش کیا کرتے تھے۔

1. حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کا قسم سے استثنیٰ کی مدت قرآن کریم سے بیان کرنا

اگر کوئی قسم کھاتا ہے تو وہ کب تک اس سے استثنی کر سکتا ہے؟ آپؓ کہتے تھے جب اسے یاد آجائے تو وہ استثنی کر دے۔اور قرآن کریم سے آیت اس پر دلیل پیش کیا کرتے تھے۔

عَن ابنِ عباسٍ قَالَ اِذَا حَلَفَ الرَّجُلُ عَلَى يَمِينٍ فَلهُ اَن يَستَثنى وَلَو اِلَى سَنَةٍ وَاِنَّمَا نزِلَت ہٰذِهِ الآيَة فِي ہٰذَا وَاذْكُرْ رَبَّکَ اِذَا نَسِيتَ قَالَ اِذَاذكرَ استَثنَى [16]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں جب کوئی آدمی قسم کھائے اور وہ ایک سال تک بھی اس سے استثنی کر سکتا ہے۔اور یہ آیت اسی بارے میں اتری ہے۔وَاذْكُرْ رَبَّکَ اِذَا نَسِيتَ[17] ترجمہ: اور اپنے رب تعالی کو یاد کرو جب تم بھول جاؤ۔حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب یاد آئے تو استثنی کر دے۔

---

[15]Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'īl, *Al-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 2: 974.
[16]Al-Naisābūrī, Abū 'Abdullāh, Muḥammad ibn 'Abdullāh al-Ḥākim, *Al-Mustadrak 'alā al-Ṣaḥīḥayn*, 4: 336.

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص قسم کھالے اور اور اب اس سے استثنی یعنی ان شاء اللہ کہنا چاہتا ہو اور قسم کے پورا کرنے سے بچنا چاہتا ہو تو وہ کسی بھی وقت ان شاء اللہ کہہ سکتا ہے۔ یعنی استثنی کرنے کے لیے فوراان شاء اللہ کہنالازمی نہیں بلکہ جب یاد آجائے کہ سکتا ہے۔ اور قرآن مجید کی اس آیت کے ظاہری معنی یہ ہی ہیں کہ جب یاد آئے اللہ تعالی کو یاد کرلو۔

2. حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کا پانچ وقت کی نماز کا ثبوت قرآن کریم سے پیش کرنا

پانچ وقت کی نمازوں کا قرآن کریم سے استدلال بھی حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے کیا ہے۔ اور ہر نماز کا ثبوت قرآن کریم کی آیات سے حوالہ پیش کر کے بتایا ہے۔

> عَن ابِی رزِینٍ قَالَ خَاصَمَ نَافِعُ بنُ الازرقِ ابن عباسٍ فَقَالَ تَجِدُ الصَّلٰواتِ الخَمس فِی کِتَابِ اللہِ قَالَ نَعَم ثُمَّ قَرَأَ عَلَیہِ سُبحَانَ اللہِ حِینَ تُمسُونَ المَغرِبُ وَحِینَ تُصبِحُونَ الصُّبحُ وَعَشِیًّا العَصرُ وَحِینَ تُظہِرُونَ قَالَ الظہرُ وَمِن بَعدِ صلٰوۃِ العِشَاءِ قَالَ صلٰوۃُ العِشَاءِ [18]
>
> ترجمہ: حضرت ابی رزین کہتے ہیں کہ حضرت نافع بن ازرق اور حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کے درمیان گفت وشنید ہوئی۔ تو انہوں نے کہا کہ آپ قرآن کریم میں پانچ نمازوں کا تذکرہ پاتے ہو؟ تو حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے کہا جی ہاں! پھر آپؓ نے یہ تلاوت کی سُبحَانَ اللہِ حِینَ تُمسُونَ[19] اس سے مغرب کی نماز کا ثبوت ہوتا ہے۔ وَحِینَ تُصبِحُونَ[20] اس سے فجر کی نماز کا اور وَعَشِیًّا [21] اس سے عصر کی نماز کا پتہ چلتا ہے اور وَحِینَ تُظہِرُونَ [22] اس سے ظہر کی نماز کا ثبوت ملتا ہے۔ وَمِن بَعدِ صلٰوۃِ العِشَاءِ[23] اس سے عشاء کی نماز کا ثبوت ہو رہا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ قرآن کریم کی ایک ایک لفظ سے مرادی معنی تک پہنچ جاتے تھے۔ اور اس کو پھر بیان بھی فرماتے تھے۔ جیسے اس روایت میں پانچ نمازوں کے اوقات کا ثبوت قرآن کریم کی آیات سے پیش فرمایا۔

مبحث پنجم: حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کا آیات کی مراد بیان کرنا

قرآن کریم کی کسی آیت سے کیا مراد ہے؟ اس کا جواب دینا ہی اصل تفسیر ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ تفسیر قرآن کریم بیان کرتے ہوئے آیات کی مراد بتانے کا اہتمام کیا کرتے تھے۔ تاکہ تفسیر کے طلبہ اور عام مسلمانوں کو بھی آیت کا معنی مرادی معلوم ہو جائے۔

1. حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کا اپنی زینت ظاہر نہ کرو کی مراد بتانا

قرآن کریم میں جہاں پردہ کرنے کا حکم آیا ہے کے عورتیں اپنی خوبصورتی کو لوگوں کو نہ دکھائیں اس کی مراد حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے بیان کی ہے۔ عَن ابنِ عباسٍ وَلَا یُبدِینَ زِینَتَہُنَّ قَالَ الکَفُّ وَرقعۃُ الوَجہِ[24] ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباسؓ وَلَا یُبدِینَ زِینَتَہُنَّ[25] اور وہ عورتیں اپنی زینت ظاہر نہ کریں۔ سے مراد بیان کرتے ہوئے کہتے تھے کہ ہتھیلی اور سامنے کا چہرہ اس سے مراد ہے۔

اور حقیقت بھی یہ ہی ہے کہ پردہ تو اصل چہرہ کا ہی ہے جس سے عورت کی شناخت چھپی رہتی ہے۔ اگر یہ ظاہر ہو تو کوئی زینت پھر پوشیدہ نہیں رہتی۔ لہذا ان کا ستر میں رکھنا عورتوں کے لیے ضروری ہے تاکہ جاہلیت والی عورتوں اور مسلمان عورتوں میں فرق ہو سکے۔

---

[17] Al-Kahf, 18:24.
[18] Al-Ṭabarānī, Abū al-Qāsim Sulaymān ibn Aḥmad (d. 360 AH), *Al-Muʿjam al-Kabīr* (Beirut: Dār al-Kutub, ca. 2000), 10: 247.
[19] Al-Rūm, 30:17.
[20] Al-Rūm, 30:17.
[21] Al-Rūm, 30:18.
[22] ꞌAl-Rūm, 30:18.
[23] Al-Nūr, 24:58.
[24] Al-ʿAbasī, Abū Bakr ʿAbdullāh ibn Muḥammad ibn Abī Shaiba (d. 235 AH), *Muṣannaf Ibn Abī Shaiba* (Beirut: Dār al-Kutub, ca. 2000), 4: 283.
[25] Al-Nūr, 24:31.

مبحث ششم: حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا سورتوں کے غیر مشہور نام بیان کرنا

قرآن کریم کے سورتوں کے نام اس سورۃ میں موجود الفاظ سے لیے گئے ہیں۔ یا پھر اس کا نام اس کے شان نزول، اس کی خصوصیات کے لحاظ سے نبی ﷺ نے بتائے ہیں۔ جو عام طور پر مشہور بھی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بعض سورتوں کے ایسے نام بھی بتایا کرتے تھے جو اس سورۃ کے ساتھ بڑے مناسب ہوا کرتے تھے۔ اور اس نام ہی سے اس سورۃ کے احکام فوراً ذہن میں آجاتے تھے۔

1. حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا سورۃ حشر کا دوسرا غیر مشہور نام بتانا

سورۃ حشر کا نام حضرت عبداللہ بن عباسؓ سورۃ نضیر بتایا ہے کیوں کہ یہ بنو نضیر کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ اور اس میں غزوہ بنو نضیر کا تذکرہ موجود ہے اسی مناسبت سے آپؓ اس سورۃ کو اس نام سے پکارا کرتے تھے۔

عَن سَعِيدِبنِ جُبيرٍقَالَ قُلتُ لِابنِ عَباسٍ سُورَةُ الحَشرِ قَالَ قُل سُورَةُ النَّضِيرِ [26]

ترجمہ: حضرت سعید بن جبیر کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے کہا سورۃ الحشر تو انہوں نے کہا کہ اسے سورۃ نضیر کہو (کیونکہ یہ سورت بنو نضیر ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے)۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سورۃ حشر کو سورۃ نضیر کہتے تھے۔ اور یہ نام اس میں موجود واقعہ پر صراحتاً دلالت کرتا ہے۔ اور یہ نام پکارنے سے ہی وہ واقعہ ذہن میں آجاتا ہے۔

2. سورۃ توبہ اور سورۃ انفال کے دوسرے غیر مشہور نام بتانا

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ان سورتوں کے دوسرے غیر مشہور نام بیان کیے ہیں۔ جن میں سے سورۃ توبہ، سورۃ انفال کے غیر مشہور نام درج ذیل روایت میں موجود ہیں۔

عَن سَعِيدِ بنِ جُبَيرٍ قَالَ قُلتُ لِابنِ عباسٍ سُورةُ التَّوبَةِ قَالَ آلتَّوبَةِ قَالَ بَل هِيَ الفَاضِحَةُ مَا زَالَت تَنزِلُ وَمِنهُم وَمِنهُم حَتَّى ظَنُّوا اَن لَايَبقَى مِنَّا اَحَدُاِلَّا ذُكِرَ فِيهَا قَالَ قُلتُ سُورةُ الانفَالِ قَالَ تِلكَ سُورةُ بَدرٍ قَالَ قُلتُ فَالحَشرُ قَالَ نَزَلَت فِي بَنِي النَّضِيرِ [27]

ترجمہ: حضرت سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے کہا کہ سورۃ توبہ، تو آپؓ نے فرمایا توبہ؟ وہ تو فاضحہ ہے۔ کیوں کہ وہ تو کفار اور منافقین کو ذلیل کرنے والی ہے۔ یہ سورۃ نازل ہوتی رہی اس میں ہے بعض منافقین، بعض منافقین یہاں تک کہ انہوں نے یہ خیال کیا کہ ہر منافق کا اس میں ذکر کر دیا جائے گا۔ میں نے پوچھا اور سورۃ انفال تو آپؓ نے فرمایا یہ تو سورۃ بدر ہے۔ میں نے کہا سورۃ حشر تو انہوں نے کہا یہ بنو نضیر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اس روایت میں سورۃ توبہ کا سورۃ فاضحہ، سورۃ انفال کا سورۃ بدر اور سورۃ حشر کا سورۃ نضیر نام بتائیں ہیں۔ جو کہ عام طور پر مشہور ناموں کے علاوہ ہیں۔

مبحث ہفتم: حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا سورتوں کے نزول کی ترتیب کو بیان کرنا

قرآن کریم کی 114 سورتوں کی ترتیب کہ کون سی سورۃ پہلے نازل ہوئی کون سی بعد میں اور کس سورۃ کے بعد کون سی سورۃ نازل ہوئی۔ ان باتوں کو بھی حضرت عبداللہ بن عباسؓ بڑی وضاحت سے بیان کرتے تھے۔

1. حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا سب سے آخر میں مکمل نازل ہونے والی سورۃ کا نام بتانا

سب سے آخر میں کون سی سورت مکمل اکٹھی نازل ہوئی؟ اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے تھے کہ سورۃ النصر ہے۔

[26] Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'īl, *Al-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 2: 575.
[27] Muslim ibn Ḥajjāj ibn Muslim, *Al-Ṣaḥīḥ al-Muslim*, 2: 422.

جلد:2، شمارہ:3، اکتوبر-دسمبر، 2024ء

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بنِ عبدِ اللّٰهِ بنِ عُتْبَةَقَالَ قَالَ لِي ابنُ عباسٍ تَعلمُ اَیَّ آخِرِ سورةٍ نَزَلَت جَمِيعًا قَالَ قُلتُ اِذَا جَاءَ نَصرُاللّٰهِ وَالفَتحُ قَالَ صَدَقتَ [28]

ترجمہ: حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ آپ جانتے ہو کہ سب سے آخر میں کون سی سورۃ مکمل نازل ہوئی؟ تو میں نے کہااِذَا جَاءَ نَصرُاللّٰهِ وَالفَتحُ[29] تو حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ آپ نے سچ کہا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے آخر میں مکمل نازل ہونے والی سورۃ سورۃ نصر ہے۔

2. حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا سب سے آخر میں نازل ہونے والی آیت کا بتانا

اسی طرح حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سورتوں کے علاوہ کا آیات کے نزول کا بھی بتایا کرتے تھے کہ کون سی آیت سب سے پہلے نازل ہوئی اور کون سی سب سے آخر میں نازل ہوئی۔عَنِ الشَّعبِيِّ عَنِ ابنِ عباسٍ قَالَ آخِرُ آيَةٍنَزَلَت عَلَى النَّبِيِّ ﷺ آيَةُ الرِّبٰو [30] ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے بیان کیا ہے کہ آخری آیت جو نبی ﷺ پر نازل ہوئی وہ سود کی آیت تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ پر سب سے آخری آیت سود کے بارے میں والی آیت نازل ہوئی۔ اور وہ آیتوَاتَّقُوْ يَوْمَاتُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ [31]

یہ آیت ہے کیوں کہ امام بخاری نے اس آیت کے ضمن میں یہ روایت نقل کی ہے۔

مبحث ہشتم: حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا قرآنی غریب و مشکل الفاظ کے معانی بیان کرنے میں طرز عمل

قرآن کریم اپنی آسانی کے باوجود بعض الفاظ ایسے بھی ہیں کہ جن کا معنی فوراذہن میں نہیں آتا۔ ایسے غریب اور مشکل الفاظ کے معانی بیان کرنا تفسیر کے میدان میں اہم بات ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ ایسے الفاظ کے معانی بتانے میں خاص ملکہ رکھتے تھے۔ اور غریب لفظ کا ایسا عام استعمال کے لفظ سے معنی بیان کرتے تھے کہ اس لفظ کا معنی بالکل واضح ہو جاتا تھا۔

1. حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا كَالْقَصَر کا معنی بتانا

سورۃ مرسلات میں جہنم کی صفات میں آیا ہے کہ وہ ایسے انگارے برسائے گی جیسے قصر (محل) تو حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے اس لفظ کی وضاحت بیان کی ہے اور عربوں کے ایک عمل کا ذکر کیا ہے۔

حَدَّثَنِي عَبدُ الرَّحمٰنِ بنُ عَابِسٍ سَمِعتُ ابنَ عَبَّاسٍ تَرْمِىْ بِشَرَرٍ كَالْقَصَرِ قَالَ كُنَّا نَعمِدُ اِلَى الخَشَبَةِ ثَلَاثَةَ اَذرُعٍ اَوفَوقَ ذٰلِكَ فَنَرفَعُهُ لِلشِّتَاءِ فَنُسَمِّيهِ القَصرَ كَاَنَّهُ جِمٰلَتُ صُفرُ حِبَالُ السُّفُنِ تُجمَعُ حَتَّى تَكُونَ كَاَوسَاطِ الرِّجَالِ [32]

ترجمہ: حضرت عبد الرحمان بن عابس نے آیت تَرْمِىْ بِشَرَرٍ كَالْقَصَرِ[33] کے متعلق حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے سنا ہے کہ وہ فرمارہے تھے کہ ہم تین ہاتھ یا اس سے بھی لمبی لکڑیاں اٹھا کر سردیوں کے لیے رکھ لیتے تھے۔ ایسی لکڑیوں کو ہم قصر کہتے تھے۔ كَاَنَّهُ جِمٰلَتُ صُفْرُ[34] سے مراد کشتی کی رسیاں ہیں جو جوڑ کر رکھی جائیں۔ وہ آدمی کی کمر کی برابر موٹی ہو جائیں۔

اس روایات میں حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے قصر کے معنی بتائیں ہیں جو کہ ان کے معاشرے میں عام استعمال ہوتے تھے۔ اور آپؓ اسی معنی کو ترجیح دیں رہے ہیں۔

---

[28]Al-'Abasī, Abū Bakr 'Abdullāh ibn Muḥammad ibn Abī Shaiba, *Muṣannaf Ibn Abī Shaiba*, 14: 104.
[29]Al-Naṣr, 110:1.
[30]Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'īl, *Al-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 2: 652.
[31]Al-Baqara, 2:281.
[32]Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'īl, *Al-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 2: 734.
[33]Al-Mursalāt, 77:32.
[34]Al-Mursalāt, 77:33.

2. قرآنی الفاظ کے معانی بتانے میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا اشعار سے سہارا لینا

قرآن کریم کے بعض الفاظ جو عام استعمال میں بہت کم ہوتے ہیں تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ ان کی وضاحت کے لیے عربی اشعار کا سہارا لیتے تھے۔ جس سے الفاظ کا معنی واضح ہو جاتا تھا۔

عَن عِكرَمَةَيَقُولُ كَانَ كَانَ ابنُ عباسٍ اِذَا سُئِلَ عَن شَيءٍ مِن القُرآنِ اَنشَدَ اشعَارًا مِن اَشعَارِهِم [35]

ترجمہ: حضرت عکرمہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے قرآن کریم میں کوئی بات پوچھی جاتی تو آپؓ عربوں کے شعروں میں سے شعر کے ساتھ جواب دیا کرتے تھے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ الفاظ کی توضیح کے لیے شعر پیش کیا کرتے تھے۔ کیوں کے شعراء کو لغت اور عرف دونوں پر عبور ہوتا ہے اور وہ الفاظ کو مناسب طور پر اپنے اشعار میں جگہ دیتا ہے۔ اور اس سے الفاظ کا معنی بالکل واضح ہو جاتا ہے۔

مبحث نہم: حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا مختلف قراٰتوں کا بیان کرنا:

قرآن کریم کو اللہ تعالی نے مختلف قراٰتوں میں پڑھنے کی اجازت دی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ قرآن کریم کی تفسیر کے دوران مختلف قراٰتوں کے بارے میں بھی بتایا کرتے تھے۔ اور ان پر اپنی رائے کا اظہار کیا کرتے تھے۔

1. حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا قراٰتوں کی تعداد اور مشروعیت کا بتانا

قرآن کریم کی مختلف قراٰتوں کی تعداد اور ان کی مشروعیت کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے روایت بیان کی ہے جس میں کہا ہے کہ سات مختلف قراٰتوں کی اجازت ہے۔

عَن ابنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عُبَيدُ اللهِ بنُ عبدِ اللهِ بنِ عُتبَةَ اَنَّ ابنَ عباسٍ حَدَّثَهُ اَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أَقرَأَنِي جِبرِيلُ عَلَيهِ السَّلَامُ عَلَى حَرفٍ فَرَاجَعتُهُ فَلَم اَزَل اَستَزِيدُ هُ فَيَزِيدُنِي حَتَّى انتَهَى اِلَى سَبعَةِ اَحرُفٍ قَالَ ابنُ شِهَابٍ بَلَغَنِي اَنَّ تِلكَ السَّبعَةَ الاحرُفَ اِنَّمَاهِيَ فِي الاَمرِالَّذِى يَكُونُ وَاحِدًا لَايَختَلِفُ فِي حَلالٍ وَلَا حَرَامٍ [36]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبریلؑ نے مجھے ایک حرف پر قرآن کریم پڑھایا۔ میں نے انہیں زیادہ کے لیے کہا یہاں تک کہ سات حرفوں تک قرآن کریم کی قراٰت ہو گئی۔ ابن شہاب راوی کہتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ان سات حرفوں کا معنی ایک ہوتا ہے اور ان میں حلال اور حرام کے لحاظ سے کوئی اختلاف نہیں ہوتا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ قرآن کریم کی تفسیر بیان کرتے ہوئے تمام سات قراٰتوں کی درستگی کا اقرار کیا کرتے تھے۔ اور موزوں مقام پر مختلف قراٰتوں سے پڑھ کر کے بھی بتایا کرتے تھے۔

2. حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا سب سے آخری قراٰت کا بیان کرنا

قرآن کریم کی کون سی قراٰت سب سے آخری ہے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی یا حضرت زیدؓ کی تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی قراٰت کو ترجیح دیتے تھے۔

[35] Al-Naisābūrī, Abū ʻAbdullāh, Muḥammad ibn ʻAbdullāh al-Ḥākim, **Al-Mustadrak ʻalā al-Ṣaḥīḥayn**, 8: 517.
[36] Muslim ibn Ḥajjāj ibn Muslim, **Al-Ṣaḥīḥ al-Muslim**, 1: 273.

عَن مُجاہِدٍ عَن ابنِ عباسٍ قَال قالَ اَیُّ القِرَاءَ تَینِ کَانَت أَخِیرًا قِراءَ ةُ عَبدِ اللہِ أَوْ قِراءَ ةُ زَیدٍ قَالَ قُلنَا قِراءَ ةُ زَیدٍ قَالَ لَا اِلَّاَنَّ رسولَ اللہِ ﷺ کَانَ یَعرِضُ القُرآنَ عَلَی جِبرِیلَ کُلَّ عَامٍ مَرَّةً فَلَمَّا کَانَ فِی العَامِ الَّذِی قُبِضَ فِیہِ عَرَضَہُ عَلَیہِ مَرَّتَینِ وَکَانَت آخِرَ القِرَاءَ ةِ قِرَاءَ ةُ عبدِ اللہِ[37]

ترجمہ: حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے ہم سے پوچھا کہ آخری (حتمی) قرأت کون سی ہے؟ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کیا حضرت زید بن ثابتؓ کی؟ ہم نے عرض کیا کہ حضرت زید بن ثابتؓ کی۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ نہیں، دراصل نبی ﷺ ہر سال حضرت جبریلؑ کے ساتھ قرآن کریم کا دور کیا کرتے تھے۔ جس سال آپ ﷺ کا وصال ہوا اس میں نبی ﷺ نے دو مرتبہ دور فرمایا اور آخری قرأت حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی تھی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی قرأت کو آخری اور حتمی سمجھتے تھے۔ اور اسی بات کو آپؓ بیان بھی کیا کرتے تھے۔

مبحث دہم: حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کا عملی تفسیر کرنا

قرآن کریم کی تفسیر کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ جو تفسیر ہو اس کے مطابق عمل کر کے دکھایا جائے۔ اور زبانی بیان کرنے سے زیادہ اہمیت اس انداز کی ہے۔ کیونکہ اس انداز سے قرآن کریم کی تفسیر الفاظ کے علاوہ عمل میں بھی آجاتی ہے۔ اور دیکھنے والے کے لیے عملی نمونہ اور قابل عمل بن جاتی ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کے تفسیر قرآن کریم میں یہ انداز بھی اپنا رکھا تھا۔ اور براہ راست تفسیر قرآن کو عمل کے ذریعہ ظاہر کرتے تھے۔

1. حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کا استَعِینُو بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ کی عملی تفسیر کر کے بتانا

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے نماز و صبر کے ذریعہ مدد حاصل کرنے کے حکم کی عملی تفسیر کر کے بتائی ہے۔

عَن ابنِ عباسٍ قَالَ جاءہُ نعیُ بَعضَ اَہلِہِ وَہُوَ فِی سَفَرٍ فَصَلَّی رَکعَتَینِ ثُمَّ قالَ فَعَلنَا مَا امَرَ اللہُ استَعِینُو بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ[38]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سفر میں تھے اور ان کے پاس ان کے گھر والوں میں سے کسی کی وفات کی خبر ان کو ملی۔ تو انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر آپؓ نے فرمایا کہ ہم نے ایسے ہی کیا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ استَعِینُو بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ[39] ترجمہ: صبر اور نماز کے ذریعہ مدد چاہو

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ قرآن کریم کی تفسیر بالفعل بھی کیا کرتے تھے۔ یعنی قرآن کریم کی تفسیر پر عمل کر کے بتا دیتے تھے کہ اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے۔

مبحث یازدہم: حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کا سجدہ تلاوت کا بیان کرنا

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ قرآن کریم میں موجود سجدہ تلاوت کے بارے میں بھی وضاحت کیا کرتے تھے کہ کون کون سے سجدے لازمی ہیں۔ اور کون سے نہیں ہیں؟ اور نبی ﷺ کا ان آیات سجدہ پر نبی ﷺ کا کیا عمل رہا؟

1. حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کا سورۃ ص کے سجدے کا حکم بیان کرنا

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سورۃ ص کے سجدہ کو لازمی نہیں سمجھتے تھے۔

عَن ابنِ عباسٍ اَنَّہُ قَالَ فِی السجُودِ فِی ص لَیسَت مِن عَزَاءِمِ السجُودِ وَقَد رَأَیتُ رسولَ اللہِ ﷺ یَسجُدُ فِیہَا [40]

[37]Aḥmad, Abū ʻAbdullāh ibn Ḥanbal, *Al-Musnad*, 1: 275.
[38]Al-Naisābūrī, Abū ʻAbdullāh, Muḥammad ibn ʻAbdullāh al-Ḥākim, *Al-Mustadrak ʻalā al-Ṣaḥīḥayn*, 2: 296.
[39]Al-Baqara, 2:45.
[40]Aḥmad, Abū ʻAbdullāh ibn Ḥanbal, *Al-Musnad*, 1: 359.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ قرآن کریم کے سجدوں کے بیان میں فرماتے ہیں کہ سورۃ ص کا سجدہ لازمی نہیں ہے۔ حالانکہ میں نے نبی ﷺ کو اس میں سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نبی ﷺ کے اعمال کو دیکھ کر یہ سمجھ جاتے تھے کہ وہ کام امت پر لازمی ہے یا نہیں۔ جیسے سورۃ ص کے سجدہ کے بارے میں آپؓ نے فرمایا ہے کہ یہ سجدہ لازمی نہیں ہے۔

لیکن اس کے باوجود آپؓ نبی ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے اس میں سجدہ کیا کرتے تھے۔

حَدَّثَنَا شُعبَةُ عَنِ العَوَّامِ قَالَ سَأَلتُ مُجَاهِدًا عَنِ السَّجدَةِ فِی ص قَالَ سئلَ ابنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ اُولَٓءِکَ الَّذِینَ ہَدَی اللّٰہُ فَبِہُدَاہُمُ اقْتَدِہِ وَکَان ابنُ عباسٍ یَسجُدُ فِیہَا [41] ترجمہ: حضرت مجاہد سے سورۃ ص کے سجدہ کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو انہوں نے کہا کہ یہ سوال حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بھی پوچھا گیا تھا۔ تو انہوں نے اس آیت کی تلاوت کی اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ ہَدَی اللّٰہُ فَبِہُدَاہُمُ اقْتَدِہْ ط [42] ترجمہ: یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالی نے ہدایت دی تھی پس آپ بھی انہی کی ہدایت کی اتباع کریں۔

اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس میں سجدہ کیا کرتے تھے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اگرچہ اس سجدہ کو لازمی نہیں سمجھتے تھے مگر پھر بھی اس مقام پر سجدہ ادا کیا کرتے تھے۔

مبحث دوازدہم: حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا سورتوں کے فضائل بیان کرنا:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ تفسیر کے دوران قرآن کریم کی سورتوں کے فضائل بھی بیان کیا کرتے تھے۔ جس سے سامعین کے دل میں قرآن کریم کی طرف مزید رغبت پیدا ہوتی تھی اور وہ اس کی تلاوت کرنے اور اس کی تفسیر و تشریح میں مزید شوق دکھاتے تھے۔

1. حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا سورۃ فاتحہ کی فضیلت بیان کرنا

سورۃ فاتحہ کی فضیلت حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بیان کی ہے کہ اس کے نزول کے وقت اللہ تعالی کی طرف سے خصوصی اہتمام کیا گیا تھا۔ جو باقی دوسری سورتوں کے نزول کے وقت نہیں کیا گیا۔

عَن ابنِ عباسٍ قَالَ بینَمَا جِبریلُ قَاعِدُعِندَ النَّبِیِّ ﷺ سَمِعَ نَقِیضًا مِن فَوقِہِ فَرَفَعَ رَأسَہُ فَقَالَ ہٰذَا بَابُ مِنَ السَّمَاءِ فُتِحَ الیَومَ لَم یُفتَح قَطُّ اِلَّا الیَومَ فَنَزَلَ مِنہُ مَلَکٌ فَقَالَ ہٰذَا مَلَکٌ نَزَلَ اِلَی الاَرضِ لَم یَنزِل قَطُّ اِلَّا الیَومَ فَسَلَّمَ وَقَالَ اَبشِر بِنُورَینِ اُوتِیتَہُمَا لَم یُؤتَہُمَا نَبِیٌّ قَبلَکَ فَاتِحَۃُ الکِتَابِ وَخَوَاتِیمُ سُورَۃِ البَقَرَۃِ لَن تَقرَأَ بِحَرفٍ مِہُمَا اِلَّا اُعطِیتَہُ [43]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت جبریلؑ نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ اچانک اوپر سے ایک آواز سنی گئی۔ تو آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھایا حضرت جبریلؑ نے فرمایا کہ یہ دروازہ آسمان کا ہے جسے صرف آج کے دن کھولا گیا۔ اس سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا۔ پھر اس سے ایک فرشتہ اترا حضرت جبریلؑ نے فرمایا کہ یہ فرشتہ جو زمین کی طرف اترا ہے اس سے پہلے کبھی نہیں اترا۔ اس فرشتہ نے سلام کیا اور کہا کہ آپ ﷺ کو دو نوروں کی خوشخبری ہو جو آپ ﷺ کو دیے گئے ہیں۔ جو آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیے گئے۔ ایک سورۃ الفاتحہ اور دوسری سورۃ البقرہ کی آخری آیات۔ آپ اس میں سے جو حرف بھی پڑھیں گے آپ ﷺ کو اس کے مطابق دیا جائے گا۔

اس روایت میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے سورۃ الفاتحہ کی فضیلت بیان کی ہے۔ کہ اس کے نزول کے وقت نبی ﷺ کو خاص خوشخبری دی گئی۔ اور کہا گیا کہ جو بھی اس کو پڑھے گا اس کو اس کے مطابق ہی دیا جائے گا۔ یعنی ثواب کے لحاظ سے بھی اور دعا کی قبولیت کے لحاظ سے بھی۔

[41] Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, *Al-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 2: 709.
[42] Al-Anʿām, 6:90.
[43] Muslim ibn Ḥajjāj ibn Muslim, *Al-Ṣaḥīḥ al-Muslim*, 1: 271.

مبحث سیز دہم: حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا قرآن کریم کی آیات سے استشہاد پیش کرنا

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا تفسیر قرآن کریم کا ایک پہلو یہ بھی تھا کہ آپؓ کبھی کوئی مسئلہ بیان کرتے تو آپؓ اس کے ثبوت میں اور دلیل کے طور پر آیات قرآنی سے استشہاد پیش فرماتے تھے۔ اس طریقہ سے موقع پر پیش کی جانے والی آیات کا ایک عملی اطلاق ہو جایا کرتا تھا۔ اور سامعین کے دل و دماغ میں ایسی تفسیر تادیر قائم رہتی تھی۔

1. نبی ﷺ کی سری نمازوں کی قرأت کے بارے میں آیات سے استشہاد پیش کرنا

نبی ﷺ کی ظہر اور عصر کی نماز میں قرأت کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی رائے یہ تھی کہ نبی ﷺ ان نمازوں میں قرأت نہیں فرماتے تھے۔ اور بطور استشہاد کے آیات پیش فرماتے تھے۔

عَن عِکرمَةَ عَن ابنِ عباسٍ قَالَ قرَأَ النَّبِیُّ ﷺ فِمَا اُمِرَ وَسَکَتَ فِیمَا اُمِرَ وَمَا کَانَ رَبُّکَ نَسِیًّا لقَد کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُولِ اللہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ [44]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں نبی ﷺ کو جن نمازوں میں نبی ﷺ کو پڑھنے کا حکم ہوا آپ ﷺ نے پڑھا۔ اور جن میں خاموشی کا حکم نبی ﷺ کو دیا گیا۔ آپ ﷺ ان میں خاموش رہے۔ اور پھر آپؓ نے یہ آیات تلاوت کی وَمَا کَانَ رَبُّکَ نَسِیًّا[45] اور لقَد کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُولِ اللہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ [46]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے ہر مسئلہ نبی ﷺ کو بتا دیا اور آپ ﷺ نے ایسے ہی عمل کی۔ اور نبی ﷺ کے عمل ہی کو مسلمانوں کو اپنانا چاہیے۔ لہٰذا جس طرح نبی ﷺ نے قرأت کی ہے اسی طرح کرنی چاہیے۔ اور جس نماز میں نبی ﷺ خاموش ہوئے ہیں۔ اس میں خاموشی کرنی چاہیے۔

مبحث چہار دہم: حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا قرآن کریم میں مذکور شخصیات کا تعین اور تعارف کرنا

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا تفسیر کے دوران ایک اہم پہلو یہ بھی تھا کہ آپؓ قرآن کریم میں آنے والے افراد کے نام کی وضاحت کرتے تھے کہ یہ کون سا فرد تھا اس کا تعارف کیا تھا۔

1. حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا صاحب موسیٰ کا تعین اور تعارف کرنا

حضرت موسیٰؑ کا جو قصہ قرآن کریم میں بیان ہوا ہے کہ وہ دریا کے کنارے گئے وہاں ایک شخص سے ملنے اور پھر آگے بچے کا قتل، دیوار کی درستگی وغیرہ تو یہ شخص کون تھا حضرت خضرؑ تھے یا کوئی اور؟ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اس شخصیت کا تعین کیا ہے۔

عَن ابنِ عباسٍ اَنَّهُ تَمَارَى ہُوَ وَالحُرُّ بنُ قیسِ الفَزَارِیُّ فِی صَاحِبِ مُوسَی قَالَ ابنُ عَباسٍ ہُوَ خَضِرٌ فَمَرَّ بِہِمَا اُبَیُّ بنُ کَعبٍ فَدَعَاهُ ابنُ عباسٍ فَقَالُ اِنِّی تَمَارَیتُ اَنَا وَصَاحِبِی ہَذَا فِی صَاحِبِ موسَی الَّذِی سَأَلَ السَّبِیلَ اِلَی لُقِیِّہِ ہَل سَمِعتَ رَسُولَ اللہِ ﷺ یَذکُرُ شَأنَهُ قَالَ نَعَم سَمِعتُ رَسُولَ اللہِ ﷺ یَقُولُ بَینَمَا مُوسَی فِی مَلَأٍ مِن بَنِی اِسرَاءِیلَ جَاءَهُ رَجلُ فَقَالَ ہَل تَعلَمُ اَحَدًا اَعلَمَ مِنکَ قَالَ لَا فَأَوحَی اللہُ اِلَی مُوسَی بَلَی عَبدُنَا خَضِرٌ فَسَأَلَ مُوسَی السَّبِیلَ اِلَیہِ فَجُعِلَ لَهُ الحُوتَ آیَةً وَقِیلَ لَهُ اِذَا فَقَدتَ الحُوتَ فَارجِع فَإِنَّکَ سَتَلقَاهُ فَکَانَ یَتبَعُ الحُوتَ فِی البَحرِ فَقَالَ لِمُوسَی فَتَاهُ اَرَأَیتَ اِذ اَوَینَا اِلَی الصَّخرَةِ فَإِنِّی نَسِیتُ الحُوتَ وَمَا اَنسَانِیهِ اِلَّا الشَّیطَانُ اَن اَذکُرُهُ فَقَالَ مُوسَی ذَلِکَ مَاکُنَّا نَبغِ فَارتَدَّا عَلَی آثَارِہِمَا قَصَصًا فَوَجَدَا خَضِرًا فَکَانَ مِن شَأنِہِمَا الَّذِی قَصَّ اللہُ فِی کِتَابِہِ [47]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ان کا حر بن قیس فزاری سے صاحب موسیٰؑ کے بارے میں اختلاف ہوا ہے۔ پھر حضرت ابی بن کعبؓ وہاں سے گزرے تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ان کو بلایا۔ اور کہا کہ میرا اپنے اس ساتھی سے صاحب موسیٰؑ کے بارے میں اختلاف ہوا

[44] Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʻīl, *Al-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 1: 106.
[45] Maryam, 19:64.
[46] Al-Aḥzāb, 33:21.
[47] Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʻīl, *Al-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 1: 481.

ہے۔ جن سے ملاقات کے لیے حضرت موسیٰؑ نے راستہ پوچھا تھا۔ کیا رسول اللہ ﷺ سے آپ نے ان کے بارے میں کچھ سنا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ جی ہاں، میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کی ایک جماعت میں تشریف فرماتھے۔ کہ ایک شخص نے آپؑ سے پوچھا کہ کیا آپ کسی ایسے شخص کو جانتے ہیں جو اس تمام زمین پر آپ سے زیادہ علم رکھنے والا ہو۔ انہوں نے فرمایا کہ نہیں۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ پر وحی نازل کی کہ کیوں نہیں ہمارا بندہ خضر ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے ان تک پہنچنے کا راستہ پوچھا۔ تو انہوں نے مچھلی کو اس کی نشانی کے طور پر بتایا گیا۔ اور کہا گیا کہ جب مچھلی گم ہو جائے تو جہاں گم ہوئی وہاں واپس آجاؤ وہیں ان سے ملاقات ہو گی۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ دریا کے سفر میں مچھلی کی برابر نگرانی کرتے رہے۔ پھر ان سے ان کے رفیق سفر نے کہا کہ آپ نے خیال نہیں کیا کہ جب ہم چٹان کے پاس ٹھہرے تو میں مچھلی کے متعلق آپ کو بتانا بھول گیا۔ اور مجھے شیطان نے اسے یاد رکھنے سے غافل رکھا۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا اسی کی تو ہمیں تلاش تھی چنانچہ وہ اسی راستہ پر واپس لوٹے۔ اور حضرت خضرؑ سے وہاں ملاقات ہوئی۔ ان دونوں کے ہی حالات ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں بیان فرمایا ہے۔

اس روایت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے حضرت موسیٰؑ کے ساتھی کو متعین اور وضاحت فرمائی ہے کہ وہ حضرت خضرؑ ہی تھے۔ اگر کسی کا اس کے علاوہ کوئی اور خیال ہے تو وہ غلطی پر ہے۔

مبحث پانزدہم: مختلف آیات میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا تطبیق بیان کرنا

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا تفسیر کے دوران ایک اہم پہلو یہ بھی ہوتا تھا کہ مختلف آیات جن میں بظاہر متضاد باتیں نظر آرہی ہوتی ہیں۔ آپؓ اس میں ایسی تطبیق بیان کرتے تھے کہ دونوں باتیں موقع محل کے بات درست طور پر سمجھ آجاتی تھی۔

1. قیامت کے دن مجرموں کے کلام کرنے اور نہ کرنے کی آیات میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا تطبیق بیان کرنا

قرآن کریم کی آیت میں قیامت کے دن مجرموں کے بارے میں ہے کہ وہ بول نہیں سکیں گے۔ اور دوسری آیت میں ہے کہ وہ کہہ رہے ہوں گے کہ ہم نے شرک نہیں کیا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ان آیات میں تطبیق بیان کی ہے۔ سُئلَ ابنُ عباسٍ لَا يَنطِقُونَ وَاللهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ اليومَ نَخْتِمُ فَقَالَ اِنَّهُ ذُوالوَانٍ مَرَّةَيَنطِقُونَ وَمَرَّةَيُختَمُ عَلَيهِم[48] ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے لَا يَنطِقُون[49] اور وَاللهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ[50] اور اليومَ نَخْتِمُ[51] کا مطلب پوچھا گیا۔ تو آپؓ نے فرمایا کہ وہ مختلف حالتوں میں ہوں گے۔ کبھی تو وہ لوگ بولیں گے۔ اور کبھی ان پر مہر لگادی جائے گی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ مختلف آیات میں تفسیر کے دوران اگر ان میں تطبیق ہو تو آپؓ بیان کرتے تھے۔ تاکہ قرآن کریم کے پڑھنے والوں کے اشکالات رفع ہو جائے۔ جیسے اس روایت میں وضاحت کی گئی ہے۔ مجرموں کے قیامت کے دن کلام کرنے کے حوالے سے۔ کہ یہ مختلف احوال پر مبنی ہیں کبھی تو وہ بول رہے ہوں گے اور کبھی وہ نہیں بول سکیں گے۔ اور ان کے منہ پر مہر لگادی جائے گی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے احوال، فضائل، مناقب (مصادر حدیث و آثار کی روشنی میں) کا تحقیقی مطالعہ کے عنوان سے اول مقالہ نگار کا علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے ایم فل لیول کا تحقیقی مقالہ موجود ہے۔[52]

---

[48] Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, *Al-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 2: 734.
[49] Al-Mursalāt, 77:35.
[50] Al-Anʿām, 6:23.
[51] Yāsīn, 36:65.
[52] Kitabosunnat.com, “Hazrat Abdullah Bin Abbas K Ahwal w Fazail w Manaqib M.Phil,” accessed June 12, 2025, https://kitabosunnat.com/kutub-library/Hazrat-Abdullah-Bin-Abbas-K-Ahwal-w-Fazail-w-Manaqib-M.Phil.

خلاصہ بحث

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا تفسیری منہج قرآن فہمی میں ایک منفرد مقام رکھتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی دعا کی برکت اور آپؓ کی ذاتی علمی محنت نے آپ کو تفسیر کے میدان میں ممتاز کر دیا۔ اس تحقیقی مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آپؓ نے تفسیر میں لغت، سیاق و سباق، اسبابِ نزول، اور احادیث نبویہ جیسے بنیادی اصولوں کو اپنایا۔ آپؓ نے اسرائیلی روایات کو قبول کرنے میں محتاط رویہ اختیار کیا اور صرف وہی روایات قبول کیں جو اسلام کے بنیادی عقائد سے متصادم نہ ہوں۔ آپؓ کی تفسیر نہ صرف علمی گہرائی رکھتی ہے بلکہ آنے والے مفسرین کے لیے ایک رہنما اصول کی حیثیت بھی رکھتی ہے۔ یہ مقالہ اس بات کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے کہ حدیثی ذخیرے کی روشنی میں حضرت ابن عباسؓ کی تفسیری خدمات کو جدید قرآنی مطالعہ میں بنیاد بنایا جا سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography / کتابیات

* Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʻīl. *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*. Cairo: Dār al-Shaʻb, 1400 AH.
* Al-Ghazālī, Abū Ḥāmid. *Iḥyā' 'Ulūmiddīn*. Cairo: Dār al-Salām, 1422 AH.
* Al-Ḥākim al-Naysābūrī. *Al-Mustadrak ʿala al-Ṣaḥīḥayn*. Hyderabad: Dāʾirat al-Maʿārif al-ʿUthmāniyyah, 1334 AH.
* Al-Nawawī, Yaḥyā ibn Sharaf. *Sharḥ Ṣaḥīḥ Muslim*. Damascus: Dār al-Fikr, 1401 AH.
* Al-Qur'ān. *Al-Qur'ān al-Karīm*. Makkah: King Fahd Complex for the Printing of the Holy Qur'ān, 1420 AH.
* Al-Qurtubī, Muḥammad ibn Aḥmad. *Al-Jāmiʻ li-Aḥkām al-Qur'ān*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʻIlmīyah, 1420 AH.
* Al-Qushīrī, Muslim ibn Ḥajjāj. *Ṣaḥīḥ Muslim*. Nishāpūr: Dār al-Khilāfā Al-ʻIlmīya, 1330 AH.
* Al-Suyūṭī, Jalāl al-Dīn. *Al-Jāmiʻ al-Ṣaghīr*. Damascus: Dār al-Fikr, 1403 AH.
* Al-Tirmidhī, Abū ʻĪsā Muḥammad. *Jāmiʻ Tirmidhī*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʻIlmīyah, 1419 AH.
* Ghaznawī, Faḍl Aḥmad. *Shīʿa Sunnī Ittiḥād*. Lahore: Idārah Maʿārif-e-Islāmiyyah, 1992.
* Ibn ʿAbd al-Barr, Yūsuf ibn ʿAbd Allāh. *Al-Intiqāʾ fī Faḍāʾil al-Aʾimmah al-Thalāthah al-Fuqahāʾ*. Beirut: Dār al-Maʿrifah, 2000 CE.
* Ibn Ḥajar al-ʻAsqalānī. *Fatḥ al-Bārī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*. Riyadh: Dār al-Salām, 1421 AH.
* Ibn Hishām, ʻAbd al-Malik. *As-Sīrah an-Nabawiyyah*. Beirut: Dār al-Jīl, 1411 AH.
* K̲h̲ān, Muḥammad Ṭāhir. *Madhāhib ke Darmiyān Rawādārī aur Mukālma: ʿUlamāʾ ke Kirdār kā Jāʾiza*. Lahore: Markazī Maktabah Islāmī, 2018.
* Al-Kawtharī, Muḥammad Zāhid. *Taʾnīb al-Khaṭīb ʿalā Mā Saqqahu fī Tarjamat Abī Ḥanīfah min al-Takdhīb*. Beirut: Dār al-Murtaḍā, 2005.
* Niyāzī, ʿAbd al-Sattār Kh redact
* Khān. *Ittiḥād Bayn al-Muslimīn: Waqt kī Aham Ẓarūrat*. Muqaddima by Salīm Tābānī. Lahore: Maktaba Nabaviyyah, 2005.
* Shafīʻ, Muḥammad, Muftī. *Waḥdat-i Ummat*. Karachi: Maktabah Dār al-ʿUlūm, 2004.